﴿ باب دوم ﴾

مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین متنازع فیہ مسائل

تعین موضوع:

مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین متنازع فیہ مسائل تین ہیں:

۱﴾ حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام

۲﴾ اجرائے نبوت و ختم نبوت

۳﴾ صدق و کذب مرزا یعنی سیرت و کردار مرزا

مرزائی عموماً کوشش کرتے ہیں کہ پہلے دو موضوعات پر بحث کی جائے تیسرے موضوع پر بحث کرنا انہیں موت نظر آتی ہے، حتیٰ کہ بعض اوقات اس موضوع سے گھبراتے ہوئے وہ مناظرہ ہی کو خیر باد کہہ دیتے ہیں وہ عموماً حیات عیسیٰ یا اجرائے نبوت کے متعلق مناظرہ کرتے ہیں، مگر ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے انہیں مجبور کریں کہ وہ سیرت مرزا پر مناظرہ کریں کیونکہ اصل بحث کسی مدعی ماموریت کی سیرت و کردار پر ہی ہونی چاہیے اگر اس کی سیرت و کردار بے داغ ہو تو پھر دوسرے مسائل کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ہر مدعی پہلے اپنی سیرت قوم کے سامنے پیش کرتا ہے جیسا کہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے اہل مکہ کے سامنے صفا پہاڑی پر چڑھ کر اپنی چالیس سالہ زندگی پیش کی۔ قرآن مجید میں ہے:

” فقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون “

اس لئے ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم سب سے پہلے مرزا صاحب کی زندگی اور کردار کو ان کی اپنی تحریروں کے آئینہ میں دیکھیں اگر وہ اپنی تحریروں کی رو سے ایک پاکیزہ سیرت، شریف، دیانتدار اور سچا انسان ثابت ہو جائے تو اسکے تمام مسائل دعاوی کو بلا حیل و حجت مان لیں گے اور دوسرے مسائل میں بحث کرنے اور وقت ضائع کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی اور اگر وہ کسی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو بقول خود مرزا کے اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہے گا چنانچہ مرزا صاحب خود تحریر کرتے ہیں کہ:

''ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمہ معرفت ج ۲ ص ۲۲۲، روحانی خزائن ص ۲۳۱ ج ۲۳)

لہذا پہلے ہم مرزا صاحب کی سیرت و کردار دیکھتے ہیں۔

ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ کسی مرزائی کے اندر یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ مرزا کو اس کی اپنی تحریروں کی رو سے ایک سچا اور شریف انسان ثابت کر سکے۔ ہم آگے چل کر مشت نمونہ از خروارے اس کے کذاب ہونے کے چند دلائل پیش کریں گے لیکن اس بحث سے قبل ہم اپنی تائید میں مرزا صاحب کے دونوں خلفاء کی تحریریں پیش کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱﴾ ''جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے...... الغرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اسکے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اگر اس کی سچائی ہی

ثابت نہ ہوتو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔''

(دعوۃ الامیر مصنفہ بشیر الدین محمود ص ۴۹، ۵۰)

حوالہ نمبر۲﴿ ''خاکسار (بشیر احمد ایم ۔اے) عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین) فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب کیا نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہوسکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں ۔اس نے کہا کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا پھر ہم دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں ۔اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۹۸ حدیث نمبر ۱۰۹)

ان دو حوالہ جات سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ اصل بحث صدق و کذب پر ہونی چاہیے اگر وہ ہو ہی جھوٹا تو پھر اس کے دعاوی وغیرہ پر بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں ۔اب ہم اس بات پر دلیل دیں گے کہ وفات وحیات مسیح پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ۔

حوالہ نمبر۱﴿ ''اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جز ویا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۴۰، روحانی خزائن ص ۳ ص ۱۷۱)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

۱) عقیدہ نزول مسیحؑ ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے۔

۲) یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہ ہے۔

۳) یہ ایک پیش گوئی ہے اس اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

۴) اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

حوالہ۲﴾ ''کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ، اور زکوٰۃ اور حج وہی ہے سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔''

(احمدی اور غیر احمدی میں فرق ص۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

۱) حیات عیسیٰؑ کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔

۲) کئی خواص، اولیاء، اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔

۳) یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

حوالہ نمبر۳﴾ ''اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔''

(حاشیہ حقیقت الوحی ص ۳۰، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۳۲)

اس حوالہ سے جو امور واضح ہوئے وہ یہ ہیں:

۱) نزول عیسیٰؑ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

۲) یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔

حوالہ نمبر۴﴾ ''ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات و حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔''

(ملفوظات احمدیہ ج ۲ ص ۷۲ جدید)

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا کہ:

۱) مرزائیوں کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات و حیات مسیح پر مباحثے و جھگڑے کریں۔

۲) یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے

سو ہم کہتے ہیں کہ جب یہ مسئلہ ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے، جب یہ دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں، جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں، جب اس کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا، جب یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا، جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیاء

کا تھا، اہل اللہ کا تھا، اور جب یہ کوئی خاص امر نہیں ہے، جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا، جب اس کے عقیدہ رکھنے والے پر کوئی گناہ نہیں، جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے، جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیاء سے بھی ہوتی رہیں، جب آپ کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں اور جب یہ ادنیٰ سی بات ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت واہمیت باقی نہ رہی لہذا ہم سب سے پہلے مرزا کی سیرت و کردار پر بحث کریں گے جو انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

تعین موضوع نہایت اہم اور کٹھن معاملہ ہے مسلمان مناظر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ سیرت مرزا کا موضوع طے کیا جائے اور مرزائی مناظر کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ حیات و وفات مسیح، اجرائے نبوت جیسے موضوعات میں وقت ضائع کیا جائے۔ اس لئے اس مرحلہ میں ہمارے مناظر کو انتہائی سمجھداری سے کام لینا چاہیے۔ ہمارے مناظر کے اندر اتنی قوت ہونی چاہیے کہ وہ اپنا موضوع منوالے اگر کسی صورت میں بھی مرزائی مناظر یہ موضوع نہ مانے تو پھر بے شک مناظرہ نہ کرو۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ان کا ایک موضوع مانو، تو اپنا بھی ایک موضوع منوالو اگر ان کے دو موضوع مانو، تو پھر اپنے بھی دو موضوع منوالو یعنی

سیرت مرزا غلام احمد قادیانی و سیرت بشیر الدین محمود

مرزائی حربہ:

مرزائی مناظر موضوع طے ہونے سے قبل ہی ہمارے مناظر کے سامنے چالاکی سے کوئی نہ کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں حالانکہ

ابھی موضوع بحث طے نہیں ہو چکا ہوتا اور ہمارا مناظر ان کی دلیل کو معمولی سمجھتے ہوئے اس کے پرنچے اڑانا شروع کر دیتا ہے اور یوں خود بخود مرزائیوں کا من بھاتا موضوع وفات مسیح شروع ہو جاتا ہے اس لیئے ہمارے مناظر کو چاہیے کہ جب تک موضوع طے نہ ہو، جواب نہ دے بلکہ یہی چالاکی اور یہی حربہ ان سے کرنا چاہیے کہ بات چیت کے دوران ہی مرزا کا کوئی جھوٹ کوئی بدمعاشی وغیرہ انتہائی رعب سے بیان کرنا چاہیے اور اس طرح دباؤ ڈالنا چاہیے کہ تمہارا نبی ایسا تھا اگر ایسا نہ ہو تو گویا میں ہار گیا وغیرہ تو اس طرح کرنے سے مرزائی مناظر جب اس کا جواب دے گا تو خود بخود سیرت مرزا کا موضوع شروع ہو جائے گا اور میدان ان شاءاللہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔

☆ایک اہم نکتہ

اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰؑ کو فوت شدہ مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تو مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے معلوم ہوا اصل مدار مرزا کی ذات ہے اس لیے سب سے پہلے مرزا کی سیرت پر بحث ہونی چاہیے اسی طرح اگر کوئی شخص عیسیٰؑ کی وفات مانے اور نبوت کو بھی جاری مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تب بھی وہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمان نہیں معلوم ہوا کہ اصل مدار مرزا کی ذات ہے اسی لئے سب سے پہلے مرزا کی ذات وسیرت پر بحث ہوگی جیسا کہ بہائی فرقہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بھی قائل ہے اور نبوت بھی جاری مانتا ہے مگر مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے کیونکہ وہ مرزا کو نبی نہیں مانتا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اصل محل نزاع مرزا کی ذات ہے اور اسی پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں۔

﴿باب سوم﴾

بحث اول

صدق وکذب مرزا

مذکورہ بالا موضوع میں ہم مدعی ہوں گے مرزائی صاحبان اول تو اس موضوع کو تسلیم ہی نہیں کرتے اگر بامر مجبوری انہیں تسلیم کرنا پڑے تو وہ مدعی بن جاتے ہیں حالانکہ یہ اصول غلط ہے، جو فریق جو موضوع پیش کرے اصولاً اس کو اس کا مدعی ہونا چاہیے مرزا صاحب کی سیرت وکردار کا موضوع چونکہ ہماری طرف سے پیش ہوا ہے لہذا مدعی ہمیں ہونا چاہیے اور حیات ووفات کا موضوع عموماً مرزائیوں کی طرف سے پیش ہوتا ہے اور وہ اس پر مصر ہوتے ہیں لہذا وفات مسیح کے مسئلہ میں مدعی انہیں ہونا چاہیے۔

﴿پہلی دلیل﴾

کذبات مرزا:

کذبات مرزا بیان کرنے سے قبل ان آیات کو بار بار دہرانا چاہیے:

"لعنة الله على الكاذبين، ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا اوقال اوحى الى ولم يوح اليه شيء" وغیرہ،

نیز جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے بھی بار بار بیان کرنے

چاہئیں۔

❀ جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے

۱) ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۲۰، روحانی خزائن ص۵۶ ج ۱۷)

۲) ''جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۲۶، روحانی خزائن ص۴۵۹ ج ۲۲)

۳) ''تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ (پاخانہ) کھانے کے مترادف ہے''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۹، روحانی خزائن ص۳۴۳ ج ۱۱، حقیقت الوحی ص۲۰۶ ج ۲۲ ص ۲۱۵)

۴) ''جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔''

(انجام آتھم مطبع قادیان ص۴۰، روحانی خزائن ص۴۳ ج ۱۱)

۵) ''ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے وحی ہے جو مجھ پر ہوئی ہے ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوؤروں اور بندروں سے بدتر ہے۔''

(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۲۶، ۱۲۷۔ روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۲۹۲)

۶) ''وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔''

(شحنۂ حق ص۶۰، روحانی خزائن ج ۲ ص ۳۸۶)

۷) ''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمہ معرفت ص۲۲۲، روحانی خزائن ص۲۳۱ ج ۲۳)

اب ہم مرزا کے چند ایک جھوٹ پیش کرتے ہیں اس کے کذبات کا کما حقہ احاطہ کرنا کارے دارد ہے۔ ہم نمونے کے طور پر چند اکاذیب مرزا بیان کریں گے۔

﴿جھوٹ نمبرا

''اولیاوگزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگادی ہے کہ وہ (مسیح موعود۔ناقل) چودہویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔''

(اربعین نمبر۲ص۲۳طبع چناب نگر (ربوہ)، روحانی خزائن ج۱۷ص۳۷۱)

﴿مطبع قادیان میں انبیاء کا لفظ ہے بعد کے ایک ایڈیشن میں یہ وضاحت کی گئی کہ یہ لفظ غلطی سے لکھا گیا اور اب نئے ایڈیشن میں یہ وضاحت بھی حذف کردی گئی ہے﴾

اولیاء جمع کثرت ہے اور جمع کثرت دس سے اوپر ہوتی ہے اس لئے کم از کم دس معتمد اولیاء کے نام پیش کرو جنہوں نے بذریعہ کشف مہر لگائی ہو اور ولی ایسا ہو جس کو دونوں فریق صحیح ولی مانیں۔ہم کہتے ہیں کہ مرزا کا یہ سفید جھوٹ ہے کسی مسلمہ ولی نے اس بات کی تصریح نہیں کی کہ مہدی چودہویں صدی میں ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔یہ تمام اولیاء کرام پر جھوٹ ہے۔

﴿جھوٹ نمبر۲

''اے عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کیلئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔'' (اربعین نمبر۴ص۱۳، روحانی خزائن ص۴۴۲ج۱۷)

یہ بھی بالکل صاف جھوٹ ہے کسی ایک پیغمبر سے یہ خواہش کرنا ثابت نہیں ہے۔

هاتوا برهانكم ان كنتم صدقين -

جھوٹ نمبر۳

''یہ بھی یادر ہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی بلکہ مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے۔'' (کشتی نوح ص ۵، روحانی خزائن ص ۵ ج ۱۹)

اسی عبارت کے متعلق اسی صفحہ پر حاشیہ لکھا ''مسیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے: زکریا باب ۱۴ آیت ۱۲ بائبل ۸۹۱، انجیل متی باب ۲۴ آیت ۸، مکاشفات باب ۲۲ آیت ۸، عہد نامہ جدید ص ۲۵۹۔''

اس عبارت میں ایک جھوٹ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی چار آسمانی کتابوں پر چار عدد جھوٹ ہیں۔ مذکورہ کتب کے مذکورہ صفحات پر ہرگز مسیح موعود کے وقت طاعون کے پڑنے کا ذکر نہیں ہے۔

مرزائی عذر:

جب مرزائیوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کا ذکر کہاں ہے تو مرزائی جواب دیتے ہیں کہ قرآن مجید کی اس آیت میں مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑنے کا ذکر ہے اور یہ آیت پڑھتے ہیں:

'' واذا وقع القول علیہم اخرجنا لھم دابة من الارض تکلمھم ......الخ'' (پ۲۰، سورۃ النمل آیت ۸۲)

اور کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب نزول مسیح ص ۳۸، ۳۹، ۴۰ روحانی خزائن ص ۴۱۶ تا ۴۱۸ ج ۱۸ میں اس '' دابة الارض '' سے مراد طاعون لیا

ہے اور مرزائی اس آیت کو طاعون پر اس طرح چسپاں کرتے ہیں کہ دابة الارض سے مراد چوہا ہے جو زمین سے نکلے گا اور تکلمھم کا مطلب ہے کہ ان کو کاٹے گا۔

جواب اول:

کسی مفسر، کسی محدث، کسی مجدد نے یہاں دابة سے مراد طاعون اور طاعون کا چوہا نہیں لیا، یہ مرزا کا اپنا افتراء ہے ہم بلاخوف تردید قادیانی امت کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ تیرہ صدیوں کے کسی مجدد کا نام پیش کریں جس نے اس آیت میں دابة الارض سے مراد طاعون لیا ہو۔

جواب ثانی:

اگر بالفرض تمہاری یہ من گھڑت تفسیر مان بھی لی جائے تو اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ طاعون مسیح موعود کے وقت میں پڑے گا؟ تقریب تام نہیں ہے۔

جواب ثالث:

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس آیت کی متعدد تفسیریں بیان کی ہیں۔ اپنی کتاب ازالہ اوہام ج ۲ ص ۲۰۹، روحانی خزائن ص ۳۷۰ ج ۳ پر لکھتا ہے:

”واذا وقع القول علیہم اخرجنا لهم دابة من الارض......الخ“

﴿پ۲ النمل ۸۲﴾

یعنی جب ایسے دن آئیں گے جب کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقرر قریب آجائے تو ایک گروہ دابة الارض کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ متکلمین کا ہو گا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا یعنی وہ علماء ظاہر ہوں گے جن کو علم

کلام اور فلسفہ میں ید طولیٰ ہوگا۔''

اس عبارت میں خود مرزا نے دابة الارض سے مراد متکلمین وعلماء ظاہر لئے ہیں۔ معلوم ہوا دابة الارض سے مراد طاعون وطاعون کا چوہا نہیں ہے۔

اسی طرح اپنی کتاب 'حمامة البشریٰ' میں دابة الارض سے مراد علماء سوء لیا ہے:

" ان المراد من دابة الارض علماء سوء الذين يشهدون باقوالهم ان الرسول حق والقرآن حق ثم يعملون الخبائث ويخدمون الدجال كان وجودهم من الجزئين جزء مع الاسلام وجزء مع الكفر اقوالهم كاقوال المومنين وافعالهم كافعال الكافرين فاخبر رسول الله ﷺ عن ان هم يكثرون فى آخر الزمان وسموا دابة الارض لانهم اخلدو الى الارص وما ارادوان يرفعوا الى السماء ......الخ " (حمامة البشریٰ ص۸۶، روحانی خزائن ص۳۰۸ ج۷)

یہاں مرزا صاحب نے دابۃ الارض سے مراد علماء سوء یعنی منافقین کو لیا ہے پھر اس سے مراد طاعون کا چوہا کیسے ہوگیا، کہاں علماء سوء کہاں علماء متکلمین اور کہاں طاعون کا چوہا، اور یہ تین اقوال آپس میں متضاد ہیں۔ ایک ہی آیت کی تین تفسیریں مرزا صاحب کے کذاب اور منافق ہونے کی واضح دلیل ہیں اور مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ جاہل، پاگل، مجنون منافق کے کلام میں تضاد ہوتا ہے۔ (ست بچن ص۳۱، روحانی خزائن ص۱۴۳ ج۱۰) معلوم ہوا کہ خود مرزا صاحب جاہل، پاگل، مجنون اور منافق ہیں۔

مذکورۃ الصدر حمامة البشریٰ کی عبارت میں ایک اور جھوٹ بھی ہے کہ یہ

''فاخبر رسول اللہ ﷺ'' سے شروع ہوتا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ کس حدیث میں خبر دی ہے وہ حدیث پیش کریں۔ یہ حضور ﷺ پر صریح افتراء اور بہتان ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

'' من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار ''

''یعنی جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''

لہذا یہ جھوٹ بول کر بھی مرزا جہنمی ہوا۔

جھوٹ نمبر ۴:

''ہمارے نبی اکرم ﷺ نے اور نبیوں کیطرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا مگر عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاد سے تمام توراۃ پڑھی تھی...... سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہو گا سو میں یہ حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن و حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہو یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہو۔''

(ایام صلح ص ۱۴۷، روحانی خزائن ص ۳۹۴ ج ۱۴)

یہ صریح جھوٹ ہے۔ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے کون سے مکتبوں میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کی؟ یہ ان انبیاء پر صریح الزام ہے، قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت کرو کہ حضرت عیسیٰ نے کون سے یہودی عالم سے توراۃ پڑھی تھی۔ حالانکہ قرآن پاک میں ہے '' ویعلمہم الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل ''

یعنی میں خود ان کو تعلیم دوں گا اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے " واذعلمتك الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل "اور جب میں نے کتاب اور حکمت توراۃ وانجیل سکھائی۔ (پ ۷ سورۃ المائدۃ آیت ۱۱۰ رکوع ۱۰)

اس میں بھی تعلیم کی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے آگے جو اپنے بارے میں لکھا ہے کہ میرا یہی حال ہے......الخ۔ یہ بھی صاف جھوٹ ہے ہم ثابت کرتے ہیں کہ مرزا کے متعدد اساتذہ تھے۔ کتاب البریۃ ص ۱۶۱ تا ۱۶۳، روحانی خزائن ص ۱۸۰۔۱۸۱ ج ۱۳ کے حاشیہ پر اس کے اپنے ہاتھوں سے اس کی تعلیم کا حال موجود ہے جیسا کہ شروع میں گذر چکا ہے۔

مرزائی عذر:

مرزائی ان ہر دو حوالوں میں تاویل کر کے تطبیق کرتے ہیں کہ یہ سفید جھوٹ نہیں ہے جو پڑھا ہے اس سے مراد قرآن کے ظاہری الفاظ ہیں اور جہاں لکھا کہ نہیں پڑھا اس سے مراد معارف ومعانی ہیں۔

جواب

یہ تاویل درج ذیل متعدد وجوہ سے غلط ہے:

وجہ اول:

مرزا غلام احمد نے اپنے حال کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حال سے تشبیہ دی ہے کیا حضور ﷺ نے بھی ظاہری الفاظ کسی استاد سے پڑھے تھے؟ یہ اس کا تشبیہ دینا بتا رہا ہے کہ وہ خود یہاں ظاہری الفاظ ومعانی وغیرہ کا فرق مراد نہیں لے رہا۔

وجہ ثانی:

اس سے معارف و معانی مراد لینا غلط ہے کیونکہ اس نے خود تین چیزیں بیان کیں: ۱) قرآن ۲) حدیث ۳) تفسیر معارف و معانی تو تفسیر میں ہوتے ہیں یہ اس کا علیحدہ علیحدہ بیان کرنا یعنی ایک جگہ قرآن بولنا اور آگے تفسیر بولنا اس پر دال ہے کہ وہ ظاہری الفاظ و معارف دونوں کی نفی کر رہا ہے کہ دونوں میں میرا استاد کوئی نہیں۔

وجہ ثالث:

اس عبارت میں یہ تاویل کرنا کہ اس سے مراد معارف و معانی ہیں ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس میں اس نے قسم اٹھائی ہے ''سو میں یہ حلفاً کہہ سکتا ہوں......الخ'' اور قسم میں ظاہر معنی مراد ہوتا ہے وہاں تاویل استثناء وغیرہ نہیں چل سکتے مرزا صاحب نے خود قسم کے متعلق اصول بیان کیا ہے، یہ بڑا اہم اصول ہے جو ہمیں نزول مسیح کی احادیث میں بھی کام دے گا۔ جہاں نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھا کر ایک مضمون بیان فرمایا ہے اسی طرح یہاں بھی یہ اصول کام دے گا اور ایک جگہ مرزا کا ایک مرید مرزا کی صفت میں یہ شعر کہتا ہے:

خدا سے تو خدا تجھ سے ہے واللہ
تیرا رتبہ نہیں آتا بیاں میں

جواب از احسان الخالق خلیق

شیطاں سے تو شیطاں تجھ سے ہے واللہ

تیری خباثت نہیں آتی بیاں میں

مرزائی اس کی تاویل کرتے ہیں مگر چونکہ یہاں اس نے واللہ کے لفظ سے قسم اٹھادی اس لے تاویل نہیں چل سکے گی اس طرح یہ اصول بیشمار مواقع میں کام دے گا اصول یہ ہے:

"والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لاتاویل فیه ولا استثناء والا فای فائدة کانت فی ذکر القسم"

(حمامۃ البشریٰ ص ۲۶ حاشیہ روحانی خزائن ص ۱۹۲ ج ۷)

علاوہ ازیں خود مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ تمام انبیاء کا کوئی استاد اور اتالیق نہیں ہوتا: "اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔"

(دیباچہ براہین احمدیہ ص ۷ روحانی خزائن ج ۱ ص ۱۶)

جھوٹ نمبر ۵:

"احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸، روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۹)

جبکہ کتاب البریہ ص ۱۸۷۔۱۸۸ بر حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۵۔۲۰۶ کی عبارت یہ ہے:

"بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا اور یہ پیش گوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے مگر احادیث کی رو سے اس قدر تواتر تک پہنچی ہے کہ

جس کا کذب عندالعقل ممتنع ہے۔"

احادیث جمع کثرت ہے اس لئے کم از کم دس احادیث صحیحہ متواترہ دکھاؤ جن میں مسیح موعود کے چودھویں صدی کے سر پر آنے کے الفاظ وغیرہ موجود ہوں مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزائی امت تا قیامت کوئی ایک بھی صحیح حدیث نہیں دکھا سکتی۔

جھوٹ نمبر ٦:

"اگر احادیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کیلئے آواز آئے گی کہ:

" هذا خليفة الله المهدى "

اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔" (شہادۃ القرآن ص ۴۱، روحانی خزائن ص ۳۳۷ ج ٦)

جھوٹ بالکل جھوٹ! بخاری شریف میں اس قسم کی کوئی حدیث نہیں۔

فاتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔

قادیانی عذر:

۱) اسکے متعلق قادیانی جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث کنز العمال میں موجود ہے مگر ہمارا سوال یہ ہے کہ بخاری شریف سے دکھاؤ۔ کیونکہ مرزا نے بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے

۲) بعض دفعہ وہ ہمارے بعض علماء کے اس قسم کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں کہ انہوں

نے بھی غلط حوالہ دیا۔ جواب یہ ہے کہ کیا ان کے غلط حوالہ دینے سے مرزا کی بات سچی بن جائیگی؟ ہرگز نہیں۔

۳) ہمارے کسی عالم نے بطور استدلال اتنے زور سے غلط حوالہ نہیں دیا، عام حوالہ کا غلط ہو جانا اور بات ہے مگر اتنی تحدی اور زور شور سے حوالہ دینا اور پھر غلط دینا یہ دھوکہ اور فریب ہے۔

۴) اگر وہ کہیں کہ نسیاناً لکھا گیا تو پھر اس کی معذرت ہونی چاہیے۔ مرزا صاحب سے اس کی معذرت دکھاؤ اور کوئی سچا نبی نسیان پر قائم رہ نہیں سکتا۔ نسیان کا وقوع اور چیز ہے اس پر استقلال اور چیز ہے۔

۵) اگر وہ چالاکی سے کہیں کہ مرزا صاحب کی غلطی نہیں بلکہ کاتب کی غلطی ہے تو جواب یہ کہ آگے آئے الفاظ " اصح الکتب بعد کتاب اللہ " وغیرہ اس کی تردید کرتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۷:

" تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔
مکہ، مدینہ اور قادیان۔" (ازالہ اوہام بر حاشیہ ص ۳۴، روحانی خزائن ص ۱۴۰ ج ۳)

جھوٹ نمبر ۸:

" وقد سبونی بکل سب فمارددت علیہم جوابہم "
ترجمہ: مجھ کو گالی دی گئی میں نے جواب نہیں دیا
(مواہب الرحمٰن ص ۱۸ طبع اول ص ۲۰ طبع دوم۔ روحانی خزائن ص ۲۳۶ ج ۱۹)

یہ بالکل جھوٹ ہے کہ میں نے لوگوں کی گالیوں کا جواب نہیں دیا بلکہ خود

مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں ابتدا سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔

(کتاب البریہ دیباچہ ص ۱۰، روحانی خزائن ص ۱۱ ج ۱۳)

مرزا صاحب کی گالیوں کے چند نمونے

یعنی مرزا کی تہذیب وشرافت

مرزا کی گالیوں کے مطالعہ سے پہلے گالیوں سے متعلق اس کے اپنے چند فتاویٰ لکھے جاتے ہیں جن میں اس نے گالی دینے کی سخت مذمت کی ہے:

۱) ''اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔'' (کشتی نوح ج ۱۹ ص ۱۱)

۲) ''خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔'' (اربعین ۴ ص ۳۶، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

۳) ''گالیاں اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔''

(اربعین ۴ ص ۵، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۱)

۴) ''گالیاں سن کر دعا دو، پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو، تم دکھاؤ انکسار''

(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۱۴، روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۴۴)

اب مرزا صاحب کی گالیوں کے چند نمونے ملاحظہ فرمالیں۔

۱) '' تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون۔ ''

(ترجمہ: میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے علوم سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد، جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے پس وہ قبول نہیں کرتے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، روحانی خزائن ج ۵ ص ۵۴۷، ۵۴۸)

۲) مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرمائیں

ومن اللئام ارى رجيلا فاسقا　　غولا لعينا نطفة السفهاء

ترجمہ: اور لئیموں میں سے ایک فاسق معمولی آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے، سفیہوں کا نطفہ ہے۔

شكس خبيث مفسد و مزور
نحس يسمى السعد فى الجهلاء

ترجمہ: یہ بدگو اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔

آذيتنى خبثا فلست بصادق　　ان لم تمت بالخزى يا ابن بغاء

ترجمہ: تو نے اپنی خباثت سے مجھے دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہوا ے نسل بدکاراں۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴، ۱۵، روحانی خزائن ص ۴۴۵، ۴۴۶ ج ۲۲۔
انجام آتھم ص ۲۸۱، ۲۸۲ روحانی خزائن ص ۲۸۱، ۲۸۲ ج ۱۱)

نوٹ: بغایا، بغیہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے بدکار عورت جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ''وما كانت امك بغيا'' اور باغی جس کا معنی سرکش ہے اس کی جمع بغاۃ ہے۔

فائدہ: ذریۃ البغایا کا ترجمہ خود مرزا نے خراب عورتوں کی نسل، بازاری عورتیں اور کنجریوں کا بیٹا کیا ہے۔ (نور الحق حصہ اول ص ۱۲۲، روحانی خزائن ص ۱۶۳ ج ۸، انجام آتھم ۱۱ ۲۸۲ روحانی خزائن ص ۲۸۲ ج ۱۱، خطبہ الہامیہ ص ۱۶ ار وحانی خزائن ص ۴۹ ج ۱۶)

۳) ''اے بدذات فرقہ مولویان تم کب تک حق چھپاؤ گے، کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑ و گے اے ظالم مولویو تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔'' (انجام آتھم ص ۱۹ برحاشیہ روحانی خزائن حاشیہ ص ۲۱ ج ۱۱)

۴) ''مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھارہے ہیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵۰، روحانی خزائن ص ۳۰۹ ج ۱۱)

۵) ''بعض جاہل اور فقیری سجادہ نشین اور مولیت کے شتر مرغ''
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸۰، روحانی خزائن ص ۳۰۲ ج ۱۱)

۶) ان العدا صاروا خنازیر الفلا
ونسائهم من دونهن الا کلب

ترجمہ: دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں (نجم الہدیٰ ص ۵۳، روحانی خزائن ج ۱۴ ص ۵۳) یعنی میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھکر ہیں۔

☆ تنبیہ ☆

مرزائی اگر مرزا قادیانی کے جھوٹوں کے جواب میں یہ کہیں کہ العیاذ باللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تین جھوٹ بولے تھے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے تو مرزا صاحب کے جھوٹ بھی اسی طرح کے ہیں تو اس کے دو جواب ہیں:

۱﴾ جو جھوٹ ہم نے مرزا قادیانی کے پیش کیے ہیں وہ واقعتا جھوٹ ہیں جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام تو توریہ اور تعریض کے طور پر ہے وہ حقیقت میں جھوٹ ہے ہے نہیں سمجھنے والوں کی غلطی ہے ورنہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کلام کیا ہے وہ مبنی پر حقیقت ہے جیسا کہ شراح حدیث نے اسکی وضاحت کر دی۔

۲﴾ مرزا قادیانی نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اس راویت کی رو سے جھوٹ کا الزام لگانے والوں کو خبیث شیطان پلید مادہ والا کہا ہے اس نے لکھا :

''حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس کا پلید مادہ اور خمیر ہے۔''

(مرزا کی کتاب آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۸ روحانی خزائن ج ۵ ص ۵۹۸)

﴾ دوسری دلیل ﴿

جھوٹی پیش گوئیاں

اس بحث سے قبل خود مرزا صاحب ہی کے قلم سے لکھے ہوئی چند ایک اصول ملاحظہ فرمائیں:

اصول نمبر ۱:

''بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کیلئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، روحانی خزائن ص ۲۸۸ ج ۵)

اصول نمبر ۲:

علاوہ اس کے جن پیش گوئیوں کو مخالف کے سامنے دعویٰ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے وہ ایک خاص طور کی روشنی اور ہدایت اپنے اندر رکھتی ہیں اور ملہم لوگ حضرت احدیت میں خاص طور پر توجہ کر کے ان کا زیادہ تر انکشاف کرا لیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۴۰۴، روحانی خزائن ص ۳۰۹ ج ۳)

ان دو اصولوں کے بعد ہم کہتے ہیں کہ کوئی ایک پیش گوئی مرزا صاحب کی پیش کرو جس کو دشمن کے سامنے بطور دعویٰ پیش کیا ہو اور پھر وہ پوری ہوئی ہو۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ ایک دعویٰ میں بھی سچا نہ ہوا اور بقول اپنے رسوا اور ذلیل ہوا چنانچہ تریاق القلوب ص ۲۵۴ روحانی خزائن ص ۳۸۲ ج ۱۵ پر لکھا ہے:

''اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اس کی رسوائی کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ کسی ایک پیش گوئی میں جھوٹا ثابت ہو جائے بفرض محال اس کی کچھ پیش گوئیاں سچی بھی نکلیں تو وہ اس کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتیں ایسے تو بہت سے منجموں کی پیش گوئیاں بھی سچی نکلتی رہتی ہیں ہاں کسی ایک پیش گوئی کا جھوٹا نکلنا اس کے کاذب ہونے کی صریح دلیل ہے۔

﴿نوٹ﴾ مرزا صاحب کی جھوٹی پیش گوئیاں بیان کرنے سے قبل قرآن مجید کی یہ آیت بار بار پڑھنی چاہیے:

"فلا تحسبن اللّٰہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللّٰہ عزیز ذوانتقام"
یعنی خدا تعالیٰ کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلافی کرنے والا گمان نہ کر، اللہ غالب اور انتقام لینے والا ہے۔

پہلی جھوٹی پیش گوئی عبداللہ آتھم کے متعلق

''اور آج رات مجھ پر کھلا ہے وہ یہ کہ جب میں نے بہت تضرع سے جناب الٰہی میں دعا کی تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک ماہ سے لیکر پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہو گی اور اس وقت جو پیش گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سجاکھے کیے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے سو الحمدللہ والمنہ کہ اگر یہ پیش گوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظہور نہ فرمائی تو ہمارے یہ پندرہ دن ضائع گئے تھے۔

میں اس وقت اقرار کرتا ہوں اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے،

روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دی جائے ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا ضرور کرے گا زمین وآسمان ٹل جائیں، پر اس کی باتیں نہ ٹلیں اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں، بدکاروں اور لعینوں سے مجھے زیادہ لعنتی قرار دو۔" (جنگ مقدس ص ۲۰۹ تا ۲۱۱، روحانی خزائن ص ۲۹۱ تا ۲۹۳ ج ۶)

مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی عبداللہ آتھم پادری کے متعلق ہے۔ مرزا نے اس سے ۱۸۹۳ء میں مناظرہ کیا۔ پندرہ دن برابر مناظرہ ہوتا رہا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا شکست کھا گیا پھر گھر آ کر بتاریخ ۵ جون ۱۸۹۳ء اس کے متعلق یہ پیش گوئی گھڑ دی کہ وہ جتنے دن مناظرہ ہوتا رہا اتنے ماہ کے اندر اندر ہلاک ہوگا اگر ہلاک نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں گا۔ اس نے پندرہ ماہ خوب احتیاط سے گذارے اپنا کھانا وغیرہ خود پکاتا تھا، آخر کار پندرہ ماہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو مکمل ہوئے مگر آتھم پادری نہ مرا۔

اس کے بعد عیسائیوں نے بٹالہ کے مقام پر عبداللہ آتھم کو ہاتھی پر سوار کر کے ایک عظیم الشان جلوس نکالا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا پتلا بنا کر اس کا منہ کالا کر کے اس کے گلے میں رسہ ڈال کر اس کو پھانسی دی پھر جلا کر دفن کیا۔

اب ہم مرزائیوں سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور پندرہ ماہ کے اندر عبداللہ آتھم ہلاک ہوا ؟؟؟ ہرگز ایسا نہیں ہوا، اور مرزا اپنی اس پیش گوئی میں دوسری پیش گوئیوں کی طرح ذلیل ورسوا ہوئے۔ واضح رہے کہ عبداللہ آتھم کا انتقال ۲۷ مئی ۱۸۹۶ء کو ہوا جبکہ مرزا کی پیش گوئی کی مدت گذر چکی تھی۔

(نزول المسیح ص ۱۶۸، روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۵۴۶)

مرزائی عذر:

''عبداللہ آتھم نے اس مجلس میں ساٹھ ستر آدمیوں کے سامنے جناب نبی اکرم ﷺ کو دجال کہنے سے رجوع کرلیا تھا۔''

(خلاصہ عبارت حاشیہ حقیقت الوحی ص ۲۰۷، روحانی خزائن ص ۲۱۶ ج ۲۲)

جواب نمبر ۱

اگر اسی وقت اس نے رجوع کرلیا تھا تو مرزا کو اسی وقت اسی مجلس میں اعلان کرنا چاہیے تھا کہ چونکہ اس نے رجوع کرلیا ہے لہذا میری پیش گوئی میں کوئی حرج نہیں آئے گا بلکہ میری پیش گوئی پوری ہوگئی حالانکہ مرزا صاحب کو بعد میں بھی یقین نہیں تھا کہ یہ پیش گوئی پوری ہوگئی یا نہیں۔ اسی لئے تو مرزا صاحب نے اسکی ہلاکت کیلئے وظائف و دعائیں کیں اور واویلا کیا وغیرذلک۔ چنانچہ دیکھئے سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۷۸ و حصہ دوم ص ۱۲۱ حدیث نمبر ۱۶۰:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح علیہ السلام نے مجھے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورت یاد نہیں مگر مجھے اتنا یاد ہے کہ کوئی چھوٹی سی سورت تھی جیسے الم ترکیف...... الخ۔ اور ہم نے یہ وظیفہ تقریباً ساری رات صرف کرکے ختم کیا۔''

جواب نمبر۲:

مرزا بشیر الدین محمود اس اعتراض کے جواب میں کہ تیری دعائیں قبول نہیں ہوئیں لکھتا ہے کہ حضرت صاحب کی بھی قبول نہیں ہوئی تھیں۔ چنانچہ دیکھئے الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۰۴ء :

''آتھم کے متعلق پیش گوئی کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم سے مخفی نہیں۔ میں اس وقت چھوٹا سا بچہ تھا اور میری عمر کوئی ساڑھے پانچ برس کی تھی مگر وہ نظارہ مجھے خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیش گوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب واضطرار سے دعائیں کی گئیں میں نے محرم کا ماتم بھی اتنا سخت نہیں دیکھا، حضرت مسیح موعود ایک طرف دعا میں مشغول تھے......الخ۔''

مرزائی عذر نمبر۲

فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم نہیں بلکہ تمام عیسائی ہیں جیسا کہ مرزا نے انوار الاسلام ص۲ روحانی خزائن ص۲ ج۹ میں لکھا ہے۔

جواب

مرزا صاحب نے خود مقدمہ میں تسلیم کیا ہے کہ فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم ہے، دیکھئے کتاب البریہ ص۱۷۳ روحانی خزائن ص۲۰۶ ج۱۳:

''عبداللہ آتھم کے متعلق ہم نے شرطیہ پیش گوئی کی تھی کہ اگر رجوع بحق نہ کرے گا تو مرجائے گا۔'' (عبداللہ آتھم کی درخواست پر پیش گوئی صرف اس کے واسطے کی تھی کل متعلقین مباحثہ کی بابت بحث نہ تھی)

مرزائی عذر نمبر ۳

''عبداللہ آتھم اس لئے نہیں مرا کہ وہ اندر سے مسلمان ہو گیا......اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوع بحق نہیں ہوا تھا تو مباہلہ کرے اور قسم اٹھائے'' (روحانی خزائن ج ۱۳ص ۱۹۶)

الجواب

اگر عبداللہ آتھم نے رجوع کرلیا تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ رجوع پندرہ ماہ کے اندر کیا تھا یا بعد میں؟؟ اگر مدت کے اندر کیا تھا تو مرزا صاحب نے اعلان کیوں نہیں کیا تھا اگر پندرہ ماہ کے بعد رجوع کیا تھا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اسے تو پندرہ ماہ کے اندر مرنا تھا۔ نیز اگر رجوع کرلیا تھا تو چنے کے دانے کیوں پڑھائے، دعائیں کیوں کیں، اور عیسائیوں نے فتح کا اتنا بھرپور جشن کیوں منایا تھا۔ رہی بات قسم کا نہ اٹھانا تو وہ اسلئے قسم نہیں اٹھا سکتا تھا کیونکہ عیسائی مذہب میں ہر قسم کی قَسم ناجائز ہے دیکھئے انجیل متی باب ۵ص ۸، آیت نمبر ۳۴، ۳۵:

''پھر تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ تم جھوٹی قسمیں نہ کھانا بلکہ اپنی قسمیں خداوند کیلئے پوری کرنا لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے، نہ زمین کی کیونکہ وہ اس کے پاؤں کی چوکی ہے نہ یروشلم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے نہ اپنے سر کی قسم کھانا کیونکہ تو ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کرسکتا بلکہ تمہارا ابھرم ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی ہے۔''

علاوہ ازیں خود مرزا صاحب کو بھی اس حقیقت سے مفر نہیں کہ مذہب

عیسائیت میں ہر قسم کی قَسم کی ممانعت ہے چنانچہ خود مرزا صاحب اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''قرآن تمہیں انجیل کی طرح نہیں کہتا کہ ہر گز قسم نہ کھاؤ بلکہ بے ہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے۔'' (کشتی نوح ص ۲۷ روحانی خزائن ص ۲۹ ج ۱۹) معلوم ہوا عبداللہ آتھم کا قسم سے انکار اپنے مذہب کی بنا پر تھا۔ جیسا کہ مرزا کا سؤر خوری سے انکار اپنے مذہب کی بنا پر تھا۔ (کتاب البریہ ص ۱۶۳، روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۱۹۶)

مرزا نے اشتہار جاری کئے کہ اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوع بحق نہیں ہوا تو مباہلہ کرے اور قسم اٹھائے عبداللہ آتھم نے قسم اٹھانے سے انکار کیا کہ مسیحی مذہب میں قسم کھانا منع ہے تب ہم نے اس اشتہار حرف 'Q' جاری کیا تھا کہ مرزا خوک (خنزیر) کا گوشت کھا کر ثابت کرے کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ اور مسلمان اس کو مسلمان نہیں مانتے تب عبداللہ آتھم کو یہ کہنا اس کے برابر ہوگا۔

﴿دوسری جھوٹی پیش گوئی﴾

مرزا صاحب اپنی موت کے متعلق پیش گوئی کرتے ہیں ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں (البشریٰ ص ۱۵۵، تذکرہ جدید ص ۵۹۱، تذکرہ قدیم نسخہ ص ۵۸۴) ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ میں مرنا تو درکنا مرزا صاحب کو مکہ مدینہ دیکھنا نصیب نہ ہوا اور اس پیش گوئی میں بھی ذلیل ورسوا ہوا۔ ثبوت کیلئے دیکھو سیرۃ المہدی حصہ ۳ ص ۱۱۹، لکھا ہے:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج

نہیں کیا اور نہ اعتکاف کیا اور زکواۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔"

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کو مکہ میں جانا نصیب نہ ہوا بلکہ اسکی وفات لاہور میں بمرض ہیضہ لیٹرین کی جگہ پر ہوئی۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱) کہاں مکہ اور مدینہ اور کہاں جائے حاجت (لیٹرین)۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

﴿تیسری جھوٹی پیش گوئی﴾

پیر منظور کے ہاں لڑکے کی پیدائش

"پہلے یہ وحی الہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اس کیلئے نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلے کیلئے ایک نشان ہوگا"۔

(حقیقت الوحی حاشیہ در حاشیہ ص ۱۰۰، روحانی خزائن ص ۱۰۳ ج ۲۲)

یہ پیر منظور اس کا خاص مرید تھا مرزا کو معلوم ہوا کہ اُس کی بیوی حاملہ ہے، پیش گوئی گھڑلی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ لڑکی پیدا ہوگئی۔ مرزا صاحب نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑا ہی مراد ہے کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا آئندہ کبھی لڑکا پیدا ہوسکتا ہے مگر ہوا یہ کہ وہ عورت ہی مرگئی اور دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ بھی صاف جھوٹ ثابت ہوئی نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور نہ ہی زلزلہ آیا

اور یوں مرزا صاحب ذلیل ورسوا ہوئے۔

﴿چوتھی جھوٹی پیش گوئی﴾

لیکھ رام کے متعلق

مرزا صاحب کی غلط اور جھوٹی پیش گوئیوں میں سے آپ مسلمانوں اور عیسائیوں کے متعلق پیش گوئیاں سن چکے ہیں اب تیسری قوم ہندوؤں کے متعلق سنیے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان تینوں قوموں کے مقابلہ میں مرزا کی پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں اور ذلیل ورسوا ہوا۔ لیکھ رام ایک پنڈت تھا جس سے مرزا کا اکثر مناظرہ رہتا تھا ایک مرتبہ اس سے تنگ آ کر مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو اس کے متعلق یہ پیش گوئی کی:

''اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں و بیماریوں سے نرالا اور خارق عادت (یعنی طبعی موتوں سے جو عادت میں داخل ہیں الگ ہو) اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو۔ (یعنی انسان سمجھ سکتا ہو کہ یہ ایک ناگہانی آفت ہے جو دلوں پر ایک ڈرانے والا اثر کرتی ہے) تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیش گوئی میں کاذب نکلا (یعنی اگر ہیبت ناک طور پر لیکھ رام کی موت نہ ہوئی) تو ہر ایک سزا بھگتنے کیلئے تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔'' (ملحقہ آئینہ کمالات اسلام ص ۳، تریاق القلوب، روحانی خزائن ص ۳۸۱ ج ۱۵، روحانی خزائن ص ۶۵۰، ۶۵۱ ج ۵)

مرزائی عذر:

یہ پیش گوئی پوری ہوگئی کیونکہ لیکھ رام مقررہ مدت کے اندر چھری سے قتل کر دیا گیا تھا۔

الجواب:

مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی بھی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس پیش گوئی میں تصریح ہے کہ وہ خارق عادت عذاب سے ہلاک ہوگا اور خارق عادت عذاب وہ ہوتا ہے جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہ پائی جائے اور اس طرح کی نظیریں تو سینکڑوں پائی جاتی ہیں لہذا خارق عادت عذاب نہ ہوا اور مرزا صاحب کی پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ مرزا نے خود خارق عادت کی تعریف اپنی کتاب حقیقت الوحی ص ۱۹۶ روحانی خزائن ص ۲۰۴ ج ۲۲ پر لکھی ہے: ''خارق عادت اسی کو کہتے ہیں کہ اس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے۔''

اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ تعریف ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۹۷ پر لکھی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی صاف جھوٹ نکلی۔ کیونکہ لیکھ رام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو بذریعہ قتل فوت ہوا۔

مرزا صاحب کا دجل:

لیکھ رام کے قتل کے بعد مرزا نے دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے نزول مسیح میں چھری کا لفظ بھی اپنی پیش گوئی کو سچا بنانے کیلئے اپنے پاس سے اضافہ کر دیا جو اس کا صریح دجل وفریب ہے یہ اضافہ دیکھئے نزول المسیح ص ۷۷ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۵۵۳ ورنہ چھری کا لفظ اس کی پیش گوئی کے الفاظ میں موجود نہیں ہے۔

لیکھ رام کی پیش گوئی:

مرزا صاحب نے جو لیکھ رام کے متعلق پیش گوئی کی تھی وہ تو صاف جھوٹی نکلی۔اس کے بالمقابل لیکھ رام نے بھی مرزا صاحب کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ مرزا صاحب تین سال کے اندر ہیضہ کی موت مر جائے گا جو پوری ہوگئی۔

مرزائی عذر:

لیکھ رام کی پیش گوئی جھوٹی نکلی کیونکہ مرزا صاحب اگر چہ ہیضہ سے مرے ہیں مگر اس کی مقررہ مدت کے بعد مرے ہیں اس لئے اسکی پیش گوئی سچی نہ ہوئی۔

جواب:

لیکھ رام کی نفس پیش گوئی ہیضہ کے ساتھ مرنے کی تھی اور وہ پوری ہوئی مرزا صاحب ہیضہ سے ہی مرا (دیکھو سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱ و حیات ناصر ص ۱۴) رہی مدت کی بات تو مدت کے بارے میں خود مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ استعارہ بھی ہوتا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد داماد احمد بیگ کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ وہ اڑھائی سال کے اندر مرے گا اور جب وہ اڑھائی سال کے اندر نہ مرا تو مرزا صاحب نے فرمایا'' میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد خاوند محمدی بیگم) کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضروری اس کو بھی ایسے ہی پوری کرے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔
اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں کبھی استعارہ کا بھی دخل ہوتا ہے۔''

(انجام آتھم حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۳۱)

ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا صاحب نے خود تسلیم کر لیا کہ وقتوں میں کبھی

استعارہ بھی ہوتا ہے اسی طرح لیکھ رام کی پیش گوئی میں بھی استعارہ ہوگا اور یوں اس کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔

﴿پانچویں پیش گوئی﴾

مرزا صاحب کی عمر کے متعلق

''خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیش گوئیوں سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیش گوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کیلئے ایک عظیم الشان نشان ہوں جیسا کہ براہین احمدیہ کتاب کی یہ پیش گوئی کہ میں تجھے اسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا۔''

(تریاق القلوب حاشیہ ص ۳۴، روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۲)

''خدا تعالیٰ نے مجھے صریح الفاظ میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی اور یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم'' (روحانی جلد ۲۱ ص ۲۵۸) ''اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں تو وہ چوہتر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کا تعین کرتے ہیں۔ بہر حال یہ میرے پر تہمت ہے کہ میں نے اس پیش گوئی کے زمانہ کی کوئی بھی تعین نہیں کی اور خدا تعالیٰ بار بار اپنی وحی فرما رہے ہیں کہ ہم تیرے لئے یہ نشان دکھلائیں گے اور ان کو کہہ دے کہ یہ نشان میری سچائی کا گواہ ہوگا۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، روحانی خزائن ص ۲۵۹ ج ۲۱)

اب مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش معلوم کرنا ضروری ہے مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔

(کتاب البریہ ص ۱۵۹ ابر حاشیہ روحانی خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۳)

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اس کتاب میں آگے مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ کے وقت میں سولہ یا سترہ سال کا تھا (کتاب البریہ ص ۱۵۹ روحانی خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۳) مرزا کے مرنے کے بعد مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی صاف جھوٹی ہوگئی اور یہ عظیم الشان نشان بھی مرزا کے کذب کا عظیم الشان اور زندہ جاوید ثبوت بن گیا۔ مرزا کے مرنے کے بعد مرزائی سخت پریشان ہوئے کیونکہ اس حسب سے اس کی عمر ۶۸ سال یا ۶۹ سال بنتی ہے اور پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا کہ میری تحقیق میں مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۷ء میں ہوئی مگر پھر بھی عمر پیش گوئی کے موافق نہیں بنتی۔ پھر بشیر احمد ایم اے نے کہا کہ حضرت کی پیدائش ۱۸۳۶ء میں ہوئی مگر پھر ایک اور تحقیق کی گئی کہ پیدائش ۱۲ فروری ۱۸۳۵ء میں ہوئی مگر پھر ایک اور تحقیق کی گئی کہ پیدائش ۱۲ فروری ۱۸۳۵ء میں ہوئی اس لحاظ سے بھی پوری ۷۴ سال نہیں بنتے پھر ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری نے مرزا کی سیرت پر کتاب لکھی جس کا نام ''مجدد اعظم'' رکھا اس نے تحقیق کی کہ حضرت کی پیدائش ۱۸۳۳ء میں ہوئی۔ ان کے ایک اور محقق نے بتایا کہ حضرت ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوئے، سوال یہ کہ اس کی تاریخ پیدائش میں مرنے کے بعد اس قدر اختلاف کیوں ہوا؟؟؟؟

یہی اس کے جھوٹے ہونے کی صریح دلیل ہے ایک کا ابطال دوسرے کو لازم ہے، مرزائی خود فیصلہ کریں کہ مرزا صاحب سچے ہیں یا ان کے چیلے، اور مرزا صاحب کا اپنا بیان صحیح اور قوی ہے۔ کیونکہ یہ اس کا عدالتی بیان ہے کہ اس عدالتی بیان کی رو سے اس کی عمر ۶۸/۶۹ سال بنتی ہے۔

﴿چھٹی جھوٹی پیش گوئی﴾

محمدی بیگم کے متعلق

اس پیش گوئی کے بارے میں دو باتیں پیش نظر رکھیں:

۱) محمدی بیگم کی مرزا قادیانی سے رشتہ داری

(۱) محمدی بیگم کا والد ''احمد بیگ'' مرزا قادیانی کا ماموں زاد بھائی تھا اور اسکی والدہ مرزا کی چچازاد بہن تھی۔ (۲) مرزا کی پہلی بیوی (بچے کی ماں) کے چچازاد بھائی کی بیٹی تھی (۳) مرزا کے لڑکے فصل احمد کی بیوی کی ماموں زاد بہن تھی۔

۲) اس پیش گوئی کا پس منظر

مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا اتفاق ایسا ہوا کہ ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پڑی چنانچہ وہ مرزا قادیانی کے پاس گیا اور اس سے کاغذات پر دستخط کرنے کی درخواست کی مرزا قادیانی نے اپنی مطلب براری کیلئے اس موقع کو غنیمت جانا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا جب کچھ دن بعد دوبارہ احمد بیگ نے دستخط کرنے کی بات کی تو مرزا نے جواب دیا کہ دستخط اس شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کردو۔

مرزا لکھتا ہے کہ محمدی بیگم ابھی چھوکری ہے اور میری عمر پچاس سال سے متجاوز ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۴، روحانی خزائن ص ۵۷۴ ج ۵)

مرزا کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں: ''پھر ان دونوں میں جو زیادہ تصریح اور

تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنیکے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لادے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنادے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلائے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے:

" کذبوا بایتنا و کانوا بها یستهزؤن فسیکفیکهم الله ویردها الیك لا تبدیل لکلمات الله ان ربك فعال لما یرید انت معی وانا معك عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا۔"

یعنی انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ ان سے سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے......الخ۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶ تا ۲۸۸، روحانی خزائن ج ۵ ص ۲۸۷،۲۸۶)

"میری اس پیش گوئی میں ایک نہیں بلکہ چھ دعوے ہیں:

(اول) نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا

(دوم) نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقینی زندہ رہنا

(سوم) پھر نکاح کے بعد لڑکی کے باپ کا جلدی مرجانا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا

(چہارم) اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا

(پنجم) اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا

(ششم) پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے

اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

اب آپ ایمان سے کہیں کہ کیا یہ باتیں کسی انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرا اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی پیش گوئی سچ ہونے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتی ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام ج۵ ص ۳۲۵، روحانی خزائن ج۵ ص ۳۲۵)

"میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجاوے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسے ہی پوری کر دیگا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی اصل ہی مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے۔" (انجام آتھم حاشیہ روحانی خزائن ص ۳۱ ج ۱۱)

اس پیش گوئی کے بارے میں چند اہم معلومات:

۱) مرزا نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۸ء میں محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی کی۔

۲) محمدی بیگم کا نکاح، سلطان احمد سے ۷ر اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا۔

۳) احمد بیگ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو فوت ہوا۔

(آئینہ کمالات الاسلام روحانی خزائن ج۵ ص ۲۸۶)

مرزا کا دجل وفریب:

مرزا کو اصل الہام یہ ہوا تھا کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو لے آئے۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۹)

جب محمدی بیگم کا نکاح سلطان بیگ سے ہوا تو مرزا نے پیش گوئی کے الفاظ

بدل دیے چنانچہ لکھتا ہے:

''۱)مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو

۲)اور پھر داماد اسکا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو

۳)اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو

۴)اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو

۵)اور پھر عاجز ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو

۶)اور پھر اس عاجز سے نکاح ہو جائے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔'' (شہادۃ القرآن ص ۸۰ روحانی خزائن ص ۳۷۶ ج ۶)

محمدی بیگم کے متعلق چند مزید الہامات:

''انا زوجنا کہا (تذکرہ ص ۲۴۸) یعنی ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا''

اور یہی عبارت مرزائیوں کے قرآن یعنی تذکرہ کے صفحہ ۲۸۳ پر بھی موجود ہے ان میں صاف آ گیا کہ خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا۔

انا مھلکوا بعلھا کما اھلکنا اباھا ورادوھا الیک (تذکرہ قدیم ص ۲۲۶) یعنی ہم محمدی بیگم کے خاوند کو ہلاک کریں گے جس طرح اس کے باپ کو ہلاک کیا اور اس کو تیری طرف لوٹائیں گے۔

﴿تبصرہ﴾

مرزا قادیانی اپنی اس پیش گوئی میں دوسری پیش گوئیوں کی طرح جھوٹا نکلا اور یہ پیش گوئی جس کو اپنی صداقت کا نشان ٹھہرایا تھا وہ اس کے جھوٹے ہونے کا واضح

اور کھلا نشان ثابت ہوا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت اس میں ذلیل و رسوا ہو کر پریشانی کے عالم میں اس کی مختلف تاویلات کرتی ہیں۔ امر واقع یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ان دعووں میں پورے طور پر جھوٹا ثابت ہوا کوئی ایک دعویٰ بھی اس کا سچا ثابت نہیں ہوا اور مرزا سلطان محمد جس کو بمطابق پیش گوئی مرزا، اڑھائی سال میں مرنا تھا یا کم از کم مرزا کی زندگی میں مرنا تھا وہ بقید حیات رہا اور مرزا کے مرنے کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا یعنی ۱۹۴۸ء میں فوت ہوا، اور محمدی بیگم جو مرزا قادیانی کے کذب کا کھلا نشان اور منہ بولتا ثبوت تھی ۱۹۶۶ء میں بحالت اسلام ۱۹ نومبر بروز ہفتہ بمقام لاہور فوت ہوئیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی اس پیش گوئی کی تائید میں وہ حدیث بھی پیش کی جسمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلا دنیا میں تشریف لانے کے بعد شادی بھی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ "یتزوج ویولد له" کے الفاظ ہیں مرزا قادیانی نے اس حدیث کو اپنے متعلق قرار دیتے ہوئے اس سے محمدی بیگم سے شادی ہونا مراد لی۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، روحانی خزائن ج ۱۱ حاشیہ ص ۳۳۷)

خدا کو منظور ہی یہ تھا کہ اس دجال کو ذلیل و رسوا کیا جائے اور مرزا قادیانی باوجود اتنے دعووں اور اتنے زور و شور سے پراپیگنڈہ کرنے کے باوجود خائب و خاسر ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

نوٹ ☜ مرزا فضل احمد کی ساس یعنی مرزا صاحب کی سدھن محمدی بیگم کی پھوپھی لگتی تھی یعنی احمد بیگ کی بھانجی لگتی ہے اسکا نام عزت بی بی تھا۔ مرزا نے تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۱ء ص ۷۰ پر لکھا ہے کہ "عرصہ ۲۱ برس کے قریب یہ الہام بھی ہوا کہ ' بکر و ثیب '

یعنی ایک کنواری اور ایک بیوہ تمہارے نکاح میں آئے گی۔‘‘

مرزا کو ۲۱ برس بعد یہ الہام یاد آیا اور امید تھی کہ محمدی بیگم اگر کنواری نہیں تو بیوہ ہوکر عقد میں آئے گی مگر مرزا کی وفات تک وہ مرزا سلطان محمد کی سہاگن ہی رہی اور یہی عرصہ نہیں بلکہ مرزا کے بعد چالیس برس تک وہ سلطان محمد کے بستر راحت کی زینت رہی اور بہر حال مرزا کی اس نامراد عاشقی کے ایام مستعار میں نہ وہ بیوہ ہوئی اور نہ ہی مرزا کا یہ الہام شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔

تذکرہ (مجموعہ الہامات مرزا) کے مصنف نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ الہام اپنے دونوں پہلوؤں سے مرزا کی بیوی نصرت جہاں کی ذات میں ہی پورا ہوا جو کہ باکرہ آئی اور ثیبہ ہوکر رہ گئی۔ (تذکرہ حاشیہ ص ۳۹)

یہ تاویل قادیانی تاویلات کی ایک ادنیٰ سی جھلک اور نمونہ ہے کہ اگر مرزا کی بیوی بیوہ ہوگئی تو گویا مرزا کا بیوہ سے نکاح ہوگیا اور یہ پیش گوئی اس طرح پوری ہوگئی۔

مرزا کی اکثر پیش گوئیاں اسی انداز سے پوری ہوئیں اور درحقیقت اسی طرح کی تاویلات سے قادیانیت کا قصر ارتداد کھڑا ہے اگر ان تاویلات کا سہارا ہٹا دیا جائے تو ایک لحظہ میں قادیانی کا قصر ارتداد زمین بوس ہوجائے۔

﴿تیسری دلیل﴾

شاعری مرزا:

مرزا نے اپنی صداقت میں قصیدہ اعجازیہ پیش کیا اسکے علاوہ مرزا کا اور

بے شمار منظوم کلام بھی ہے جس کو ''درثمین'' عربی اردو اور فارسی تین حصوں میں علیحدہ علیحدہ جمع کیا گیا ہے حالانکہ شعر نبی کیلئے لائق نہیں بلکہ نبی کیلئے تہمت ہے اور کفار نا ہنجار نے رسول اللہ ﷺ پر یہ تہمت لگائی:

'' أئنالتاركوا الهتنا لشاعر مجنون ''(پ۲۳ سورۃ ۳۷ آیت ۳۶ ع ۲)

اور خدا تعالیٰ نے اس کا جواب دیا:

'' وما علمناه الشعر وما ينبغي له '' (پ۲۳، سورۃ یس آیت ۶۹)

مرزا چونکہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ظل اور بروز ہونے کا مدعی ہے، لہذا اس کو بھی شعر کہنا زیب نہیں دیتا۔ مرزا کو کیا معلوم تھا کہ جس شاعری کو وہ اپنا کمال سمجھ رہا ہے وہی اس کے جھوٹے ہونے کا کھلا نشان بن جائے گا۔ باقی رسول اللہ ﷺ سے جو موزوں کلام منقول ہے وہ شعر نہیں ہے وہ کلام اتفاقیہ موزوں ہو گیا، جیسے '' هل انت الا اصبع دميت وفي سبيل الله مالقيت ''یا جیسے '' اللهم لاعيش ال عيش الاخرة فاغفرالانصار والمهاجرة ''

ان کو اصطلاحاً شعر کہنا مناسب نہیں ہے۔ شعر کی تعریف یہ ہے:

'' هو كلام موزون يقصد به قال الشيخ السمعاني النظم هو الكلام المقفى الموزون قصداً''

یعنی شعر میں قصد اور ارادہ شرط ہے جو بلا ارادہ و بلا قصد کلام موزوں ہو جائے اس کو شعر نہیں کہتے۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے اپنے اس قصیدے کو اعجازیہ کہا یعنی اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا مگر مولوی منت اللہ مونگیری نے اس قصیدے کا جواب لکھ کر اس کے

اعجاز کو خاک میں ملا دیا تھا اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے بھی اس قصیدہ کی اغلاط اور چوریاں بیان کیں تھیں لیکن اگر اس کا مقابلہ کوئی بھی نہ کر سکتا تو پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ وہ بجائے خود مرزا صاحب کے کذاب ہونے کی کھلی نشانی تھی ۔ جو چیز اصل (حضرت محمد مصطفیٰ) میں ہونا عیب ہو، وہ بروز (مرزا غلام احمد) میں ہونا کمال کیسے ہو سکتی ہے؟ فافهم و تدبر۔

﴿چوتھی دلیل﴾

مختلف زبانوں میں وحی

قرآنی اصول:

قرآن مجید میں ہے" وما ارسلنا من رسول الابلسان قومه " (پ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۴) کہ ہم نے ہر رسول کو اس کی زبان کے اندر وحی کی اور یہ اصول حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک قائم رہا۔

اب سوچئے اگر مرزا خدا کا نبی تھا تو اس کی وحی بھی اس کی قوم کی زبان کے مطابق یعنی پنجابی یا اردو میں ہونی چاہیے تھی مگر مرزائیوں کے قرآن (تذکرہ) کے اندر جو وحی مذکور ہے اس میں تقریباً دس زبانیں ہیں یہ تعدد السنة ہی مرزا کے کذاب ہونے کی صریح دلیل ہے علاوہ ازیں بھی مرزا پر بعض ایسی زبانوں میں بھی وحی ہوئی جن کو وہ خود بھی نہ جانتا تھا اور اپنی وحیوں کے ترجمے دوسروں سے سمجھتا تھا یہ بھی اس کے جھوٹا ہونے کی صریح دلیل ہے۔

مرزائیو! کوئی نبی ایسا بتاؤ جسکے اوپر دو تین زبانوں میں وحی آئی ہو اور کوئی نبی بتاؤ جو اپنی وحی کا ترجمہ نہ جانتا ہو۔

مرزائی عذر نمبرا:

یہ متعدد زبانوں کے اندر وحی ہونا مرزا صاحب کے کمال کی دلیل ہے نہ کہ ان کے جھوٹا ہونے کی۔ جتنی زیادہ زبانوں میں وحی ہوگی وہ اس نبی کا کمال ہوگا۔

جواب:

اول تو قرآنی رو سے یہ کمال ہی نہیں کمال یہی ہے کہ اس کی اپنی قومی زبان کے اندر وحی ہو بفرض محال اگر کمال مانیں بھی تو اس وحی کو سمجھنا بھی کمال ہے اور مرزا اپنی بعض وحیوں کو سمجھ ہی نہیں سکتا تھا بلکہ دوسرے لوگوں سے ترجمہ پوچھتا تھا اور پھر اگر یہ کمال ہے تو گویا مرزا تمام انبیاء سے اس کمال میں سبقت لے گیا کیونکہ دیگر انبیاء کو تو صرف ایک ہی زبان میں وحی ہوتی تھی۔

مرزائی عذر:

مرزا صاحب چونکہ انٹرنیشنل نبی تھے اس لیے ان کے اوپر متعدد زبانوں میں وحی آئی۔

جواب نمبرا:

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ انٹرنیشنل نبی تھے ان کے اوپر کیوں نہ متعدد زبانوں میں وحی آئی اور مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں ان کا ظل اور بروز ہوں تو نبی ﷺ پر اتنی زبانوں میں کیوں نہ وحی آئی؟ عجب بات ہے کہ اصل سے ظل اور بروز بڑھ جائے

جواب نمبر۲:

اس وقت دنیا میں تقریباً ساڑھے چار ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں اگر مرزا انٹرنیشنل نبی تھا تو پھر اس کو ساڑھے چار ہزار زبانوں میں وحی ہونی چاہیے تھی۔ مزید لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب پر بعض وحی ایسی بھی آئی جو لفظاً و لغتاً ٹھیک نہ تھی یہ بھی اس کے جھوٹا ہونے دلیل ہے۔

﴿پانچویں دلیل﴾

مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ:

اس کے بارے میں مکمل تفصیلات محمدی پاکٹ بک ص ۶۴۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ہم مرزا کے اشتہار کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔

''بخدمت جناب مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ آپ مجھے اس پرچہ میں کذاب و دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا اور اگر میں کذاب و مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں

سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی وحی یا الہام کی بناء پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا ہے۔ اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔''

الراقم عبدالصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود

مرقومہ یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ، ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸)

خدائی فیصلہ:

اللہ تعالیٰ کی نظروں میں چونکہ مرزا قادیانی کذاب و دجال اور جھوٹا تھا اس لیے اس دعاء کے پورے ایک سال ایک ماہ گیارہ دن بعد یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا ہیضہ کی موت سے لاہور میں مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کی جماعت اور تمام مسلمانوں کو خوش کر دیا۔ مرزا کے مرنے کے بعد چالیس سال تک مولوی صاحب زندہ رہے اور ۱۹۴۸ء میں سرگودہا میں وفات پائی۔

☆مرزا صاحب کا ہیضہ سے مرنا☆

حوالہ نمبرا:

''والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کیلئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کیلئے بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اس لیے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱ حدیث ۱۲)

اس حوالہ سے مرزا قادیانی کا ہیضہ سے مرنا روز روشن کی طرح واضح ہے کیونکہ دست اور قے جب دونوں اکٹھے ہو جائیں اس کو ہیضہ کہتے ہیں نیز یہ بھی ثابت

ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے پاخانہ پر مرا تھا۔

مرزائی عذر:

مرزا صاحب ہیضہ کی مرض سے نہیں مرے اگر وہ ہیضہ سے مرتے تو ریل گاڑی میں انکی میت لے جانے کی اجازت ہرگز نہ ہوتی کیونکہ یہ قانوناً منع ہے حالانکہ مرزا کی لاش کو ریل گاڑی پر لاد کر قادیان لے جایا گیا۔

جواب نمبر ا:

مرزا قادیانی بقول اپنے ''انگریز کا خود کاشتہ پودا'' تھا اسلئے اس کی لاش کو ریل گاڑی پر لے جانا کچھ مشکل بات نہ تھی۔

جواب نمبر ۲:

اس جواب کے دو مقدمے ہیں

۱) ریل گاڑی مرزا قادیانی کے بقول دجال کا گدھا ہے

۲) مرزا نے ۱۹۰۸ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بالمقابل ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں کہا تھا کہ اگر میں مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مر جاؤں تو میں کذاب و دجال ٹھہروں گا اور عملاً یہی ہوا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا کا مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں انتقال ہو گیا۔ جس سے مرزا کا اپنے قول کیمطابق دجال ہونا ثابت ہوا۔ اب ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا دجال اور ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے (بقول مرزا کے) تو قدرت الٰہی نے دجال کیلئے اس کے گدھے پر سوار ہونے کا انتظام کر دیا اور انگریزی پولیس اپنی نگرانی میں اس کی لاش لاہور سے قادیان لے گئی۔

حوالہ نمبر۲:

مرزا قادیانی نے اپنے سسر میر ناصر نواب کو بلا کر کہا:

''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے'' (حیات ناصر ص ۱۴)

مرزا صاحب کے اس اعتراف کے بعد کہ مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے اب کسی تاویل یا انکار کی گنجائش نہیں ہے ،اضح ہو کہ مرزا صاحب نے طب کی کتب بھی پڑھی ہوئی تھیں لہذا ان کا یہ کہنا قابل اعتبار ہوگا۔

مرزائیوں کا ایک اور عذر:

مرزا قادیانی نے اس آخری فیصلہ کے ذریعے مولوی ثناء اللہ کو مباہلہ کی دعوت دی تھی کیونکہ مولوی ثناء اللہ بالمقابل مباہلہ کیلئے تیار نہ ہوا اسلیئے مرزا صاحب کا اسکی زندگی میں مرنا جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں۔

جواب:

یہ سراسر جھوٹ ہے مرزا کے اس آخری فیصلہ میں کوئی مباہلہ کا لفظ نہیں ہے نہ ہی اس میں یہ موجود ہے کہ مولوی ثناء اللہ بھی اس قسم کی دعا کریں یہ محض یکطرفہ دعا تھی جو مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگی جس کو خدا تعالیٰ نے قبول فرما کر فیصلہ کر دیا اسی بات پر کہ مرزا صاحب کا یہ اشتہار محض یکطرفہ دعا ہے یا مباہلہ ہے؟ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور میر قاسم علی قادیانی کا لدھیانہ میں ۱۹۱۲ء میں تحریری مناظرہ ہوا تھا جس میں سردار بچن سنگھ وکیل کو سرپنچ مقرر کیا گیا تھا۔اور دونوں حضرات نے تین تین صد روپیہ اس کے پاس جمع کرا دیا کہ جو اپنا دعویٰ ثابت کرے اسکو یہ چھ

صدر روپیہ دے۔ بالآخر سردار بچن سنگھ نے فیصلہ مولوی ثناءاللہ کے حق میں کر دیا اور چھ صدر روپیہ بھی انکے حوالے کر دیا اس رقم سے مولوی صاحب نے اس مناظرہ کو'' فاتح قادیان'' کے نام سے شائع کیا جو کہ آج بھی سرگودہا سے دستیاب ہے۔